بیان الفوائد

فی حلّ

شرح العقائد

مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی

استاذ دارالعلوم دیوبند

مکتبہ سید احمد شہید

بیان الفوائد

فی

حل شرح العقائد

علم کلام میں علامہ تفتازانی کی شاہکار تالیف "شرح عقائد نسفی" کی ایسی اردو شرح جس میں
عبارت حل کرنیکے ساتھ تمام مشکل بحثوں کو ممکن حد تک آسان کرنیکی کوشش کی گی ہے

حصہ اوّل

تالیف

مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی

اُستاذ دارالعلوم دیوبند

مکتبہ سید احمد شہید

بالمقابل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

المیزان

عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

باہتمام: محمد ادریس اعوان

سلسلہ مطبوعات - ١٦

سن اشاعت ۲۰۰۴ء
محمد شاہد عادل نے
حاجی حنیف پرنٹرز سے چھپوا کر
المیزان اُردو بازار لاہور سے شائع کی۔

قولہ: قوۃ. قوت کا اطلاق کبھی جاندار کی اس صفت پر ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ افعال شاقہ یعنی مشقت طلب کاموں کو انجام دے پاتا ہے اس صفت کے مقابلہ میں جو صفت ہوتی ہے یعنی جس کی وجہ سے افعال شاقہ کو انجام دینے سے عاجز ہوتا ہے اس پر لفظ ضعف کا اطلاق ہوتا ہے اور کبھی قوت کا اطلاق شی کی اس صفت پر ہوتا ہے جو مبدأ فعل وانفعال اور مبدأ تغیر و تغیر ہے یہاں قوت سے یہی معنیٰ مراد ہیں اور اما العقل سے متعلق حاشیہ میں اس کی وضاحت گذر چکی ہے۔

قولہ: للنفس۔ فلاسفہ کے نزدیک نفس سے مراد وہ جوہر مجرد عن المادہ ہے جو جسم سے جدا اور باہر ہے اسی وجہ سے اسے جوہر مفارق بھی کہتے ہیں البتہ جسم سے باہر رہتے ہوئے جسم کے ساتھ تدبیر و تصرف کا تعلق رکھتا ہے مثلاً آپ کے منہ کی طرف کوئی دھول مٹی پھینکے تو آنکھ فوراً جھپک جاتی ہے۔ بچاؤ کی یہ تدبیر نفس کرتا ہے۔ اسی طرح سے ایک آدمی کسی خوبصورت بچے کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ لیتا ہے تو بچہ دودھ پینا چھوڑ دیتا ہے مسلسل روتا ہی رہتا ہے یہ دیکھنے والے کے نفس کا تصرف ہے جس کو نظر لگنا کہتے ہیں۔

اور متکلمین (اہل اسلام میں) سے بعض حضرات نفس سے انسان کی وہ صفت مراد لیتے ہیں جو غضب اور شہوت کو جامع ہے۔ اہل تصوف پر یہی استعمال غالب ہے کیونکہ وہ نفس سے وہ قوت مراد لیتے ہیں جو صفات مذمومہ کو سمیٹنے والی ہے اسی بناء پر وہ نفس سے جہاد کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ حدیث شریف "اعدیٰ عدوک نفسک التی بین جنبیک" میں بھی نفس سے یہی معنیٰ مراد ہیں۔ حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے اور جمہور اہل شرع کا پسندیدہ قول جو متأخرین اشاعرہ کے نزدیک معتمد ہے یہ ہے کہ نفس ایک امر لطیف غیر مادی اور روحانی ہے وہی مدرک علم اور احکام شرعیہ اور جزاء وسزا کا مخاطب اور "انا" و "انت" وغیرہ کا مصداق ہے وہی انسان حقیقی ہے۔ کتاب میں لفظ نفس سے یہی معنیٰ مراد ہیں اسی وجہ سے ہم نے اس کا ترجمہ لفظ انسان سے کیا ہے۔ یہ جسم مادی اس کے لئے مرکب اور سواری ہے یہ حقیقی انسان نہیں ہے۔ اس بات کو ایک مثال سے سمجھئے کہ راشد نامی ایک شخص کی موت واقع ہوگئی۔ ابھی اس کی لاش دفنائی بھی نہیں گئی بلکہ گھر ہی میں رکھی ہے پھر بھی کہا جاتا ہے کہ راشد کا انتقال ہوگیا ارتحال ہوگیا رحلت فرما گئے۔ رفیق اعلیٰ سے جا ملے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ جسم مادی کا تو انتقال وارتحال ہوا نہیں وہ تو گھر میں ہی موجود ہے معلوم ہوا کہ راشد یہ جسم مادی نہیں تھا بلکہ اس جسم مادی میں کوئی اور چیز تھی۔ جس کو راشد کہا جاتا تھا۔

پھر یہی نفس جو انسان حقیقی ہے مختلف احوال واوقات میں مختلف ناموں کے ساتھ موسوم ہوتا ہے اگر امر الہی کے تحت وہ ساکن رہے، شہوات سے مسلسل معارضہ اور مقابلہ آرائی کرتے رہنے سے اضطراب زائل ہو جائے۔ الہی احکام کی تعمیل میں کسی قسم کی کوئی گرانی واضطراب اور پس وپیش نہ رہے تو نفس مطمئنہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

اور اگر امر الٰہی کے تحت ساکن نہ رہے بلکہ امر الٰہی کے خلاف شہوت موجود ہونے کی وجہ سے قدرے اضطراب اور پس و پیش ہو مگر نفس اس شہوت کو دفع کرتا ہے اور اس سے معارضہ کرتا ہے۔ مثلاً نماز کا وقت ہے خواہش یہ ہو رہی ہے کہ سو جائیں اور نماز نہ پڑھیں، مگر نفس اس خواہش سے معارضہ کرتا ہے کہ نہیں، یہ غلط بات ہے تو اس وقت یہ نفس لوّامہ ہے۔ یہ بھی محمود ہے۔ کیونکہ باری تعالےٰ نے اپنے بزرگ کلام میں اس کی قسم کھائی ہے۔ چنانچہ فرمایا "لا اقسم بالنفس اللوّامۃ" (اس میں لا زائد ہے) اور ظاہر ہے قسم باعظمت اور محمود ہی شی کی کھائی جاتی ہے۔

اور اگر امر الٰہی کے تحت نہ تو ساکن رہے اور نہ امر الٰہی کے خلاف شہوت سے معارضہ کرے بلکہ بے چون و چرا مقتضائے شہوت کی تعمیل کر لے تو نفس امّارہ ہے۔ یہ مذموم ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "ان النفس لامّارۃ بالسوء"

قولہ للعلوم والادراکات۔ علوم و ادراکات ہر ایک سے اگر تصورات اور تصدیقات دونوں مراد ہیں تو ادراکات کا عطف علوم پر عطف احد المرادفین علی الاخر کے قبیل سے ہوگا۔ اور اگر علوم سے فقط تصدیقات مراد ہیں تو ادراکات سے تصورات مراد ہوں گے۔ بہر صورت تصورات و تصدیقات سے فقط نظری تصورات اور تصدیقات مراد ہیں اور حاصل تعریف یہ ہوگا کہ عقل اس قوت کا نام ہے جس کی وجہ سے نفس کو نظری تصورات و تصدیقات کے قبول کرنے کی استعداد حاصل ہوتی ہے اور مراتب عقل کے لحاظ سے یہ قوت عقل بالملکہ ہے۔ اور بعض لوگوں نے علوم و ادراکات کو بداہت اور نظریت کے اعتبار سے عام رکھا اس صورت میں حاصل تعریف یہ ہوگا کہ عقل اس قوت کا نام ہے جس کی وجہ سے نفس کو علوم ضروریہ و نظریہ کے قبول کرنے کی استعداد حاصل ہو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ بالفعل وہ ضروریات و نظریات دونوں سے خالی ہے دونوں کو قبول کرنے کی صرف استعداد موجود ہے اور مراتب عقل کے بیان میں آپ کو معلوم ہی ہو چکا ہے کہ عقل کو استعداد محض کے درجہ میں عقل ہیولانی کہتے ہیں۔ لہٰذا اس تقدیر پر یہ تعریف عقل ہیولانی کی ہوگی، پھر شارحؒ کا اپنے قول" وھو المعنیٰ بقولھم غریزۃ الخ سے دونوں تعریفوں کا حاصل ایک قرار دینا صحیح نہ ہوگا۔ کیونکہ دوسری تعریف میں بعض ضروریات کا علم بالفعل حاصل ہونا بتایا گیا ہے اور اس درجہ میں عقل کو عقل بالملکہ کہتے ہیں، اس لئے میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ علوم و ادراکات سے صرف نظریات مراد ہوں تاکہ حسب تشریح سابق دونوں تعریفوں کا حاصل ایک قرار پائے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ احکام شرعیہ کی تکلیف کا مدار بھی عقل بالملکہ پر ہے۔

قولہ: وھو المعنیٰ۔ یعنی دونوں تعریفوں کا حاصل ایک ہے۔ المَعْنِیّ عَنیٰ یعنی عنایۃً بمعنیٰ ارادہ کرنا سے اسم مفعول ہے۔ اس کا ترجمہ مراد اور مقصود سے کیا جاتا ہے۔

قولہ: العلم بالضروریات۔ ضروریات سے بعض ضروریات مراد ہیں مثلاً واجب کے واجب ہونے، محال کے محال ہونے اور ممکن کے ممکن ہونے کا علم، کیونکہ انسان بعض دفعہ بعض ضروریات کے علم سے خالی ہوتا ہے اس کے باوجود وہ عاقل ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کل ضروریات کا علم بالفعل ہونا ضروری نہیں۔